1st Choice of Position Holders

SLO-Based

یونیک نوٹس

مطالعۂ پاکستان 10

PECTAA کے نئے نصاب اور بورڈ پیٹرن (2026-27) کے عین مطابق

کے ٹو
دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی (کوہ قراقرم، پاکستان)

یونیک پبلی کیشنز
پروجیکٹ آف
یونیک گروپ آف انسٹی ٹیوشنز
A-106 نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور۔ فون: 042-35865461
UNIQUE PUBLICATIONS LAHORE

Letter from the Research & Development (R&D) Department

Dear Respected Educators,

- It gives us great pleasure to present the sample chapter of our newly developed notes for the academic session 2026–27.
- These notes have been prepared with dedication and careful planning by our Research & Development team in line with the latest curriculum requirements.
- Designed to meet modern educational standards and student needs, these notes include accurate textbook solutions, additional questions, exam-focused practice material, and clear explanations to support excellent results.
- We believe that quality guidance and smart preparation lead to student success. Therefore, these notes aim to help students excel academically and compete for top positions.
- We are pleased to share this first chapter so your institution may begin planning and preparation while the complete books are being finalized.
- We sincerely hope these notes will prove valuable for your teachers and students. Your trust continues to inspire us to maintain the highest standards of educational excellence.

With best regards,

Ziyad Khan
Principal
Research & Development Department

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	پاکستان کی نظریاتی اساس	01
2	تحریکِ پاکستان	20
3	پاکستان کی تاریخ (1947ء تا حال) اور پاکستان میں آئینی ترقی	38
4	پاکستان کا جغرافیہ	71
5	پاکستان اور بین الاقوامی امور	98
6	پاکستان کے وسائل اورمعاشی ترقی	116
7	آبادی، معاشرہ اور پاکستان میں ثقافتی تنوّع	130
8	پاکستان میں خواتین کو بااختیاربنانا	155
9	پیپرنگ سکیم	174
10	ماڈل پیپر	176

باب 1

پاکستان کی نظریاتی اساس

(Ideological Basis of Pakistan)

(حصہ اوّل)

مشقی معروضی سوالات

☆ ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ کانگریسی وزارتوں کا دور رہا: 10101001

(الف) 1933-35ء (ب) 1937-39ء (ج) 1939-41ء (د) 1941-43ء

2۔ قرارداد لاہور 1940ء میں خطبہ صدارت دیا: 10101002

(الف) مولانا ظفر علی خان نے (ب) قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے

(ج) لیاقت علی خان نے (د) شیرِ بنگال مولوی فضل الحق نے

3۔ ایم۔اے۔او سکول اور کالج قائم کیا: 10101003

(الف) سرسید احمد خان نے (ب) چودھری رحمت علی نے (ج) قاضی محمد عیسیٰ نے (د) مولوی فضل الحق نے

4۔ بنارس میں اردو ہندی تنازع پیدا ہوا: 10101004

(الف) 1863ء میں (ب) 1865ء میں (ج) 1867ء میں (د) 1869ء میں

5۔ 1206ء میں سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی: 10101005

(الف) محمود غزنوی نے (ب) شہاب الدین غوری نے (ج) قطب الدین ایبک نے (د) ظہیر الدین بابر نے

6۔ 1930ء میں مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دینے والی شخصیت ہے: 10101006

(الف) قائد اعظمؒ (ب) علامہ محمد اقبالؒ (ج) سرسید احمد خان (د) مولانا محمد علی جوہر

7۔ "قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے، مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔" یہ فرمان ہے: 10101007

(الف) قائد اعظمؒ کا (ب) علامہ محمد اقبالؒ کا

(ج) سرسید احمد خان کا (د) چودھری رحمت علی کا

8۔ پاکستان کا نام تجویز کیا: 10101008

(الف) لیاقت علی خاں نے (ب) چودھری رحمت علی نے

(ج) علامہ محمد اقبالؒ نے (د) قائد اعظمؒ نے

اضافی معروضی سوالات

9۔ قیامِ پاکستان کا واقعہ ہے: 10101009

(الف) اٹھارہویں صدی (ب) انیسویں صدی (ج) بیسویں صدی (د) اکیسویں صدی

10۔ نظریہ لوگوں کی عکاسی کرتا ہے: 10101010

(الف) سوچ کی (ب) نیت کی (ج) حیثیت کی (د) سیرت کی

11۔ کسی شے کو وجود میں لانے کے لیے ذہن میں جو سوچ، فکر اور نقشہ ابھرتا اور قائم ہوتا ہے، کہلاتا ہے: 10101011

(الف) لائحہ عمل (ب) فلسفہ (ج) نظریہ (د) مقصد

12۔ آریا سماج اور برہمو سماج نامی ہندو تحریکوں نے برصغیر پاک و ہند میں جنم لیا: 10101012

(الف) اٹھارہویں صدی (ب) انیسویں صدی (ج) بیسویں صدی (د) اکیسویں صدی

13۔ آریا سماج کے بانی تھے: 10101013

(الف) پنڈت دیانند سرسوتی (ب) بلدیو سنگھ (ج) سردار پٹیل (د) اچاریہ کرپلانی

14۔ جنگِ آزادی ہوئی: 10101014

(الف) 1847ء (ب) 1857ء (ج) 1867ء (د) 1877ء

15۔ انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے وقت سرکاری زبان کا درجہ حاصل تھا: 10101015

(الف) اردو زبان کو (ب) ہندی زبان کو (ج) انگریزی زبان کو (د) فارسی زبان کو

16۔ انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی: 10101016

(الف) 1200ء (ب) 1400ء (ج) 1600ء (د) 1800ء

17۔ عقائد کا مجموعہ کہلاتا ہے: 10101017

(الف) ایمان (ب) یقین (ج) نظریہ (د) فلسفہ

18۔ اسلام کا پہلا رکن ہے: 10101018

(الف) توحید و رسالت (ب) نماز (ج) روزہ (د) زکوٰۃ

19۔ اسلام کا دوسرا رکن ہے: 10101019

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) زکوٰۃ (د) حج

20۔ اسلام کا تیسرا رکن ہے: 10101020

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) زکوٰۃ (د) حج

21۔ اسلام کا چوتھا رکن ہے: 10101021

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) زکوٰۃ (د) حج

22۔ اسلام کا پانچواں رکن ہے: 10101022

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) زکوٰۃ (د) حج

23۔ اسلام کی پہلی ریاست قائم ہوئی: 10101023

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) نجف اشرف میں (د) کربلا میں

24۔ آپ خاتم النبیین ﷺ سے سزا روکنے کے لیے عورت کی چوری کی سفارش کی گئی: 10101024

(الف) بنو ہاشم قبیلے کی (ب) بنو قریظہ قبیلے کی (ج) بنو مخزوم قبیلے کی (د) بنو غطفان قبیلے کی

25۔ نظریہ پاکستان کا ایک اہم عنصر ہے: 10101025

(الف) بادشاہت (ب) آمریت (ج) ملوکیت (د) جمہوریت

26۔ قائداعظمؒ نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں اسلامی ریاست کے تصور کی وضاحت کی: 10101026

(الف) 9 اگست 1947ء (ب) 10 اگست 1947ء (ج) 11 اگست 1947ء (د) 14 اگست 1947ء

27۔ قرارداد لاہور پیش ہوئی: 10101027

(الف) 21 مارچ 1940ء (ب) 22 مارچ 1940ء (ج) 23 مارچ 1940ء (د) 3 مارچ 1949ء

28۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے احمد آباد میں خطاب فرمایا: 10101028

(الف) 29 دسمبر 1940ء (ب) 28 دسمبر 1940ء (ج) 27 دسمبر 1940ء (د) 5 دسمبر 1940ء

29۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب فرمایا: 10101029

(الف) 11 اکتوبر 1947ء (ب) 12 اکتوبر 1947ء (ج) 13 اکتوبر 1947ء (د) یکم اکتوبر 1947ء

30۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سٹیٹ بینک کا افتتاح کیا: 10101030

(الف) یکم جولائی 1948ء (ب) یکم جون 1948ء (ج) یکم مئی 1948ء (د) یکم اپریل 1948ء

31۔ مولانا جمال الدین افغانیؒ نے مسلمانوں کی الگ ریاست کی بات کی: 10101031

(الف) 1589ء میں (ب) 1689ء میں (ج) 1789ء میں (د) 1879ء میں

32۔ 1890 میں کس مسلمان رہنما نے مسلمانوں کی الگ ریاست کے قیام کی بات کی: 10101032

(الف) مولانا عبدالحلیم شرر (ب) مولانا وحید الدین خان (ج) مولانا مشرف علی (د) مولانا عبدالرحمٰن

33۔ 1928ء میں کس عالم دین نے مسلمانوں کی الگ ریاست کے قیام پر زور دیا: 10101033

(الف) مولانا مرتضیٰ احمد میکش (ب) مولانا ھادی بخش (ج) مولانا کریم بخش (د) مولانا غلام نبی جالندھری

34۔ برصغیر میں دو قومی نظریے کی ابتدا ہوئی: 10101034

(الف) 712ء میں (ب) 812ء میں (ج) 912ء میں (د) 1012ء میں

35۔ سر سید احمد خان پیدا ہوئے: 10101035

(الف) 1814ء (ب) 1815ء (ج) 1816ء (د) 1817ء

36۔ سر سید احمد خان نے وفات پائی: 10101036

(الف) 1888ء (ب) 1890ء (ج) 1898ء (د) 1900ء

37۔ چودھری رحمت علی نامور طالب علم تھے: 10101037

(الف) گورنمنٹ کالج لاہور (ب) دیال سنگھ کالج لاہور (ج) اسلامیہ کالج لاہور (د) علی گڑھ کالج

38۔ چودھری رحمت علی نے لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی: 10101038

(الف) 1931ء (ب) 1932ء (ج) 1933ء (د) 1934ء

39۔ مشہور کتابچہ ''اب یا کبھی نہیں'' (Now or Never) کب جاری ہوا؟ 10101039

(الف) 28 اپریل 1933ء (ب) 28 مارچ 1933ء (ج) 28 فروری 1933ء (د) 28 جنوری 1933ء

40۔ پاکستان کی بنیاد کی پہلی اینٹ سر سید احمد خاں نے رکھی، بقول: 10101040

(الف) قائداعظم (ب) چودھری رحمت علی (ج) مولوی عبدالحق (د) لیاقت علی خاں

جوابات

1	ب	2	ب	3	الف	4	ج	5	ج
6	ب	7	الف	8	ب	9	ج	10	الف
11	ج	12	ب	13	الف	14	ب	15	الف
16	ج	17	الف	18	الف	19	الف	20	ج
21	ب	22	د	23	ب	24	ج	25	د
26	ج	27	ج	28	الف	29	د	30	الف
31	د	32	الف	33	الف	34	الف	35	د
36	ج	37	ج	38	ج	39	د	40	ج

(حصہ دوم)

مختصر مشقی سوالات کے جوابات

☆ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

س 1۔ نظریہ کی تعریف کریں۔ 10101041

جواب: ''نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے لیے کوئی لائحہ عمل بنایا گیا ہو۔''

یا

''کسی شے کو وجود میں لانے کے لیے ذہن میں جو سوچ، فکر اور نقشہ اُبھرتا اور قائم ہوتا ہے، نظریہ کہلاتا ہے۔

س2۔ نظریہ پاکستان سے کیا مراد ہے؟ 10101042

جواب: نظریۂ پاکستان سے مراد ایک الگ خطۂ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانانِ برصغیر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی اقدار اور نظریات کو محفوظ کر سکیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے روشن اصولوں کے تحت گزار سکیں۔

س3۔ نظریہ پاکستان سے آگاہی کیوں ضروری ہے؟ 10101043

جواب: آج کی نوجوان نسل کو نظریہ پاکستان اور قیام پاکستان کے مقاصد سے پوری طرح آگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ انھیں اس عظیم تحریک سے آگاہ کیا جائے جو پاکستان کی تخلیق کے لیے برصغیر میں چلائی گئی۔ پاکستان کے عوام کو مضبوط اور متحد رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں نظریہ پاکستان کی اہمیت اور تحریک پاکستان کے راہنماؤں کی قربانیوں کا پوری طرح علم ہو۔

س4۔ برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا کب ہوئی؟ 10101044

جواب: برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا مسلمانوں کی آمد اور محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے ہوئی۔ 712ء میں عرب نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کے راجا داہر کو شکست دی۔ غزنوی اور غوری ادوار کے بعد 1206ء میں قطب الدین ایبک نے سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ہندوستان میں مختلف مسلم حکمرانوں نے 1857ء تک حکومت کی۔

س5۔ نظریۂ پاکستان کے عناصر میں عقائد سے کیا مراد ہے؟ 10101045

جواب: نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر رکھی گئی ہے۔ عقائد، عبادات، قانون کی حکمرانی، اخوت مساوات اور عدل وانصاف نظریۂ پاکستان کے عناصر ہیں۔ عقائد میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتابوں پر ایمان لانا شامل ہے۔ عقائد کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں۔

س6۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ الٰہ آباد 1930ء میں نظریہ پاکستان کے حوالے سے کیا فرمایا؟ 10101046

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدنی قوت زندہ رہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کریں۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں"۔

س7۔ عقیدۂ رسالت کی تعریف کریں۔ 10101047

جواب: عقیدۂ رسالت کا مطلب تمام رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ دائرہ اسلام میں آنے کے لیے لازم ہے کہ رسالت کو دل وجان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک وشبہ نہ کیا جائے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو سرچشمۂ ہدایت ماننا اور حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

س8۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اقلیتوں کے بارے میں کیا فرمایا؟ 10101048

جواب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی نہیں بلکہ اسلامی فلاحی ریاست ہوگی۔ یہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر درجہ ملے گا۔ 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آپ نے اسلامی ریاست کا

تصور یوں واضح کیا: ''آپ عبادت کے لیے اپنی مخصوص عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق چاہے کسی عقیدے سے ہو، ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے تمام شہری مساوی ہیں اور انھیں مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔''

س9۔ ''اب یا پھر کبھی نہیں'' (Now OR Never) کے عنوان سے شہرۂ آفاق کتابچہ کب اور کس نے جاری کیا؟ 101049

جواب: ''اب یا پھر کبھی نہیں'' (Now or Never) کے عنوان سے شہرۂ آفاق کتابچہ چودھری رحمت علی نے 28 جنوری 1933ء کو جاری کیا جس میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کا تصور واضح کیا گیا تھا۔

س10۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے کیا فرمایا؟ 10101050

جواب: یکم جولائی 1948ء کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصورِ مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔''

س11۔ مساوات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان لکھیں۔ 10101051

جواب: اللہ تعالیٰ نے مساواتِ نسلِ انسانی کا درس دیتے ہوئے سورۃ الحجرات میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو''۔

(سورہ الحجرات، آیت 13)

س12۔ جمہوریت کی تعریف لکھیں۔ 10101052

جواب: جمہوریت بھی نظریہ پاکستان کا ایک اہم عنصر ہے۔ اسلامی ریاست میں جمہوریت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جمہوریت کا مطلب ہے عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے۔ اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد مشاورت ہے۔ حکومتی نظام سب لوگوں کی بھلائی کو پیشِ نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔ عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ افراد میں رنگ، نسل، ذات پات یا زبان کی بنیاد پر کوئی تمیز روا نہیں رکھی جاتی۔

س13۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کیا مراد ہے؟ 10101053

جواب: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے مراد یہ ہے کہ تمام کائنات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکم وقت اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ قوانین کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لیے اپنا کردار نبھاتا ہے۔ اس کائنات میں حاکمیت ایک اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کی ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حاکمیت کا دعویدار بنے۔ حکومت الٰہیہ میں اللہ کی حاکمیت اور اس کے نازل کردہ احکام و قوانین کی فوقیت کو من و عن تسلیم کیا جاتا ہے اور انھی احکامات کے مطابق اسلامی قوانین وضع کیے جاتے ہیں۔

اضافی مختصر جوابی سوالات

س14۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قراردادِ لاہور میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے کیا فرمایا؟ 10101054

جواب: قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

''ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیوں کہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا۔''

س15۔ 29 دسمبر 1940ء کو احمد آباد میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟ 10101055

جواب: 29 دسمبر 1940ء کو احمد آباد میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''پاکستان صدیوں سے موجود رہا ہے شمال مغرب مسلمانوں کا وطن رہا ہے، ان علاقوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں قائم ہونی چاہییں تا کہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔''

س16۔ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 1948 میں ڈھاکہ میں کیا فرمایا؟ 10101056

جواب: قیام پاکستان کے بعد آپ نے فرمایا: ''ہمیں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اقلیتوں کو مکمل تحفظ دینے اور برابری کے حقوق دینے کا اعلان کیا، یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔''

س17۔ 11 اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟ 10101057

جواب: 11 اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصولوں کو ابھارنے کا موقع ملے۔''

س18۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں مساوات کا اظہار کن الفاظ میں فرمایا؟ 10101058

جواب: آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں مساوات کے بارے میں یوں فرمایا:

''اے لوگو! بے شک تمھارا ربّ بھی ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔''

(مسند احمد، حدیث نمبر 4568)

س19۔ زکوٰۃ کی معاشی اہمیت لکھیں۔ 10101059

جواب: اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور اسلام کے معاشی نظام کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہونے کے بجائے گردش میں رہتی ہے اور معاشرے کے غریب طبقے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

س20۔ عدل و انصاف کی اہمیت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ 10101060

جواب: عدل و انصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا لہٰذا عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرہ میں ہر کسی کو اس کا حق ملے۔

جہاں انصاف پر مبنی معاشرہ ہوگا وہاں معاشرے کی دوسری خرابیاں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی کیوں کہ اس طرح کوئی کسی کا حق غصب نہیں کر سکے گا۔ سزا کے خوف سے کوئی بے ایمانی یا ناانصافی کا مرتکب نہ ہوگا۔

س21۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی عملی زندگی سے عدل وانصاف کی مثال لکھیں۔ 10101061

جواب: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے عدل وانصاف کی بہت سی مثالیں چھوڑی ہیں۔ جو دنیا کے لیے نمونہ ہیں۔ ایک دفعہ قبیلہ بنو مخزوم کی عورت نے چوری کی اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے سفارش کی گئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلے قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی اور اگر کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تو اس پر حد لاگو کر دی جاتی تھی۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد خاتم النبیین ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا"۔ (صحیح البخاری، کتاب، حد اور سزاؤں کے بیان میں، حدیث: 6787)

س22۔ دو قومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟ 10101062

جواب: دو قومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ یہ دونوں قومیں صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مل نہ سکیں۔ دو قومی نظریہ کی بنیاد مسلمانوں کا علیحدہ تشخص ہے۔ پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ دو قومی نظریہ کا نصب العین یہ تھا کہ اسلام کے دو قومی تصور کی بنیاد پر ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک ایسی آزاد ریاست قائم کی جائے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

س23۔ ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرنے کا مقصد کیا تھا؟ 10101063

جواب: ایسٹ انڈیا کمپنی 1600ء میں قائم کی گئی۔ کمپنی ہندوستان میں ایسی پالیسیاں بناتی تھی جس کا زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ خود انگریزوں کو ہوتا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو برطانوی پالیسیوں کی وجہ سے اہم سماجی اور معاشی محرومیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو اس جنگ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں احساس محرومی پیدا ہوا۔

مشقی تفصیلی سوالات کے جوابات

☆ **درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات دیں۔**

سوال نمبر 1۔ نظریہ پاکستان کے ماخذ بیان کریں۔ 10101064

جواب: نظریہ پاکستان:(Ideology of Pakistan)

نظریۂ پاکستان سے مراد ایک الگ خطۂ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانانِ برصغیر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی اقدار اور نظریات کو محفوظ کر سکیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے روشن اصولوں کے تحت گزار سکیں۔

نظریہ پاکستان کے ماخذ:(Sources of Ideology of Pakistan)

نظریہ پاکستان کے ماخذ درج ذیل ہیں:

1۔ مشترکہ مذہب:(Common Religion)

مذہب محض عبادات کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی قوم کی پوری معاشرتی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔انیسویں صدی میں برصغیر پاک وہند میں کئی ہندو تحریکوں نے جنم لیا جن کا مقصد ہندوازم کی اشاعت ،مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور نیچا دکھانا تھا۔ان تحریکوں میں ایک تحریک آریا سماج تھی جس کے بانی پنڈت دیا نند سرسوتی تھے۔اس نے شدھی کے نام سے بھی ایک تحریک /پروگرام کا آغاز کیا جس کا مقصد غیر ہندوؤں کو زبردستی ہندو بنانا تھا۔اس طرح کانگریسی وزارتوں (1937-39ء) کے دور نے اس خیال کو مزید پختہ کر دیا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے اپنی مذہبی شناخت اور پہچان کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

2۔ مشترکہ سیاسی مقاصد:(Common Political Objectives)

مشترکہ سیاسی مقاصد کی بدولت دنیا کی کئی اقوام نے اپنی آزادی کی جدوجہد کی۔انگریزوں کی آمد سے برصغیر پاک وہند میں جمہوریت کا تصور اُبھرا جس میں حکومتی نمائندوں کا انتخاب ووٹ کے ذریعے عمل میں آتا تھا۔آبادی کے لحاظ سے مسلمان برصغیر پاک وہند میں قریباً ایک چوتھائی تھے،لہٰذا حکومت میں مسلمانوں کا حصہ بھی کم تھا۔اس طرح مشترکہ سیاسی مقاصد کی وجہ سے مسلمانوں نے ایک قوم کی حیثیت سے اپنی پہچان برقرار رکھی۔

3۔ مشترکہ تعلیمی مقاصد:(Common Educational Objectives)

مشترکہ تعلیمی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کا ماخذ ہوتے ہیں۔انگریزوں نے برصغیر پر قبضے کے بعد ایسا تعلیمی نظام متعارف کرایا جس میں انگریزی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔اس پر بیشتر علما کو تحفظات تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اس سے مسلم تشخص خطرے میں پڑ جائے گا اس لیے مسلمانانِ ہند نے اپنا علیحدہ تعلیمی نظام رائج کرنے کی کوششیں کیں۔

4۔ مشترکہ معاشی مقاصد:(Common Economic Objectives)

مشترکہ معاشی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کے ماخذ ہوتے ہیں۔1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ہندو انگریزوں کو یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہوگئے کہ جنگ آزادی میں مسلمانوں کا کردار زیادہ تھا اور مستقبل میں بھی مسلمان دوبارہ اس قسم کی کوشش کر سکتے ہیں۔ان کے نتیجے میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ سخت ہوتا چلا گیا اور معاشی طور پر مسلمانوں پر ظلم وستم جاری رہا اور انھیں ہر شعبہ زندگی میں سرکاری سطح پر نظر انداز کیا گیا۔ان تمام وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے لیے کاروبار اور تجارت کے مواقع قریباً ختم ہو گئے لیکن انہوں نے اپنے نظریے کو نہ چھوڑا۔

5۔ مشترکہ ثقافتی مقاصد:(Common Cultural Objectives)

مشترکہ ثقافتی مقاصد کی بنیاد پر بھی کسی قوم کا نظریہ جنم لیتا ہے۔انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے وقت اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی۔برطانوی حکومت میں جب ہندوؤں کا حکومتی سطح پر عمل دخل بڑھا تو انھوں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کی کوشش کی۔اردو چونکہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا اسے اسلام اور مسلمانوں کے قریب تصور کیا جاتا تھا جبکہ ہندی دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ کر دیا۔مسلمانوں کو ہندی پڑھنے لکھنے پر عبور حاصل نہیں تھا۔ہندوؤں کے اس عمل سے مسلمانوں میں متحدہ ہندوستان میں اپنا الگ تشخص برقرار رکھنے کی سوچ پیدا ہوئی۔

حاصل کلام:(Conclusion)

نظریہ پاکستان ایک کثیر جہتی نظریہ ہے جس کے ماخذ میں مشترکہ مذہب، مشترکہ سیاسی مقاصد، مشترکہ تعلیمی مقاصد، مشترکہ معاشی مقاصد اور مشترکہ ثقافتی مقاصد شامل ہیں۔ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خواہش نے انیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں برصغیر کے مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کی آبیاری کی اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا۔

سوال نمبر 2۔ دوقومی نظریہ کی وضاحت کریں۔ 10101065

جواب: دوقومی نظریہ کی وضاحت درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کی گئی ہے:

1۔ نظریہ سے مراد:(Meaning of Ideology)

نظریے کے لیے انگریزی زبان میں آئیڈیالوجی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نظریے سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہو۔

(i) ڈاکٹر جارج براس کے مطابق نظریہ کی تعریف:(Definition of Ideology by George Brass)

''عام زندگی کا ضابطہ یا کوئی پروگرام جس کی بنیاد فکر و فلسفہ پر استوار ہو آئیڈیالوجی یا نظریہ کہلاتا ہے۔''

2۔ دوقومی نظریہ:(Two-Nation Theory)

دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ یہ دونوں قومیں صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مل نہ سکیں۔ دوقومی نظریہ کی بنیاد مسلمانوں کا علیحدہ تشخص ہے۔ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ دوقومی نظریہ کا نصب العین یہ تھا کہ اسلام کے دوقومی تصور کی بنیاد پر ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک ایسی آزاد ریاست قائم کی جائے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

(i) برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا:(Beginning of the Two-Nation Theory in the Subcontinent)

برصغیر میں ہر شخص جو اسلام قبول کرتا تھا وہ اپنے آپ کو معاشرتی اور سیاسی سطح پر مسلم معاشرے اور ریاست سے وابستہ کر لیتا تھا۔ ایسی صورت میں وہ اپنے سابقہ رشتوں کو ترک کر کے اپنے آپ کو ایک نئے سماجی نظام سے جوڑ لیتا تھا۔

(ii) محمد بن قاسم کی آمد و فتح سندھ:(Arrival of Muhammad bin Qasim and the Conquest of Sindh)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا مسلمانوں کی آمد اور محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے ہوئی۔ 712ء میں عرب نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کے راجہ داہر کو شکست دی۔ محمد بن قاسم کے ساتھ کچھ عرب تبلیغ اسلام کے لیے بھی آئے اور وہ مستقل طور پر سندھ اور ملتان میں آباد ہو گئے۔ محمد بن قاسم کے حسنِ سلوک، رواداری اور انصاف نے مقامی لوگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ اُسے اوتار اور دیوتا سمجھنے لگے۔ تبلیغ کرنے والوں نے ان لوگوں کو اسلام کی سیدھی، سچی اور توحید کی راہ دکھائی اور یہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(iii) غزنوی دورِ حکومت:(Ghaznavid Rule)

اس کے بعد غزنوی دورِ حکومت شروع ہوتا ہے جو 1003ء سے 1206 تک محیط ہے۔ اس دور میں موجودہ پاکستانی علاقوں میں فارسی زبان نے رواج پکڑا اور اسلامی تہذیب کے نقوش گہرے ہوئے۔

(iv) سلطنت کی بنیاد:(Foundation of the Sultanate)

1206ء میں قطب الدین ایبک نے سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی۔سلطنت دہلی کا دورِحکومت 1526ء تک رہا جس میں خاندان غلاماں خاندانِ خلجی، خاندانِ تغلق، سادات اور لودھی خاندان نے حکومت کی۔

(v) مغلیہ دورِحکومت:(Mughal Empire)

1526ء میں ظہیر الدین بابر نے دہلی میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی جو 1857ء تک قائم رہی۔مغلیہ دورِحکومت میں بابر ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگزیب مشہور حکمران تھے۔آخری مغل حکمران بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں شکست دینے کے بعد رنگون (میانمار) میں قید کر دیا جہاں وہ بعد میں انتقال کر گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

3۔ سرسید احمد خان اور دوقومی نظریہ:(Sir Syed Ahmad Khan and the Two-Nation Theory)

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے بعد جس شخصیت نے سب سے پہلے مسلمانوں کو علیحدہ قوم قرار دیا، وہ سرسید احمد خان تھے۔ابتدا میں سرسید احمد خان متحدہ قومیت کے حامی تھے لیکن جب 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندو انگریزوں کے زیادہ قریب ہو گئے تو سرسید کو یہ احساس ہوا کہ ہندو کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔

(i) اردو ہندی تنازع:(Urdu–Hindi Controversy)

1867ء میں بنارس میں اردو، ہندی تنازع کے موقع پر آپ نے واضح اعلان کیا کہ مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔

(ii) ایم۔اے۔او ہائی سکول اور کالج کا قیام:(Establishment of MAO High School and College)

اس کے بعد انھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی اور سیاسی میدان میں ترقی کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔اس سلسلے میں تعلیمی ترقی کے لیے ایم۔اے۔او ہائی سکول اور کالج کا قیام اہم اقدام تھے۔

(iii) کانگریس میں شمولیت کی ممانعت:(Opposition to Joining the Congress)

اسی طرح 1885ء میں سرسید احمد خان نے مسلمانوں کو سیاسی جماعت کانگریس میں شمولیت سے منع کر کے ان کے سیاسی حقوق کا تحفظ کیا۔سرسید نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا پلیٹ فارم مہیا کر کے مسلمانوں کی سیاسی ترقی کے لیے راستہ ہموار کیا۔

4۔ چودھری رحمت علی اور دوقومی نظریہ:(Chaudhry Rahmat Ali and the Two-Nation Theory)

(i) تعارف:(Introduction)

چودھری رحمت علی اسلامیہ کالج لاہور کے نامور طالب علم تھے۔جنوری 1931ء میں انھوں نے کیمبرج کالج میں قانون کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لیا۔

(ii) لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد:(Foundation of the Pakistan National Movement in London)

1933ء میں آپ نے لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔28 جنوری 1933ء کو انھوں نے ''اب یا پھر کبھی نہیں'' (Now OR Never) کے عنوان سے چار صفحات پر مشتمل مشہور کتابچہ جاری کیا، جو تحریک پاکستان کے لیے مضبوط دیوار ثابت ہوا

UNIQUE PUBLICATIONS LAHORE

اور برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر قومیں بھی لفظ ''پاکستان'' سے آشنا ہوئیں۔ چودھری رحمت علی نے دوقومی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''برصغیر میں کئی اقوام آباد ہیں۔ ان میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان ہیں جو صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مل نہ سکیں۔ اُن کے بنیادی اصول اور رہن سہن کے طریقے ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں کہ سینکڑوں برس کی ہمسائیگی اور ایک حکومت کے زیرِ سایہ رہنے کے باوجود اُن میں مشترکہ قومیت کا تصور پیدا نہ ہوسکا۔''

5۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور دوقومی نظریہ:(Allama Iqbal and the Two-Nation Theory)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دوقومی نظریے کی بہت خوب صورت وضاحت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

؎ پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں — کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کا تصور پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کرلیا جائے۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ مسلمانوں کے لیے پنجاب، سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنادی جائے۔

6۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دوقومی نظریہ:(Quaid-e-Azam and the Two-Nation Theory)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ دوقومی نظریے کے زبردست حامی تھے اور وہ اس لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں فرمایا'' قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔''

حاصلِ کلام:(Conclusion)

دراصل دوقومی نظریہ ہی برصغیر کی تقسیم کی وجہ بنا کیوں کہ اس نظریے کے وجود میں آنے کے بعد ہی مسلمانوں میں الگ وطن حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا اور بالآخران کی شب و روز کوششوں سے 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

سوال نمبر3۔ نظریہ پاکستان کے بنیادی اجزاء کا تجزیہ کریں۔ 10101066

جواب: نظریہ پاکستان:(Ideology of Pakistan)

نظریہ پاکستان سے مراد ایک الگ خطۂ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانانِ برصغیر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قدروں اور نظریات کو محفوظ کرسکیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے روشن اصولوں کے تحت گزار سکیں۔

نظریہ پاکستان کے بنیادی اجزاء:(Basic Elements of the Ideology of Pakistan)

نظریہ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریہ حیات پر رکھی گئی ہے۔ عقائد، عبادات، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، قانون کی حکمرانی، اخوت و مساوات، عدل وانصاف، جمہوریت اور اقلیتوں کے مساوی حقوق نظریہ پاکستان کے اجزاء اور عناصر ہیں۔ ان عناصر/اجزاء کی تفصیل ذیل میں پیش ہے:

1۔ عقائد	2۔ عبادات	3۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت	4۔ قانون کی حکمرانی
5۔ اخوت ومساوات	6۔ عدل وانصاف	7۔ جمہوریت	8۔ اقلیتوں کے مساوی حقوق

1۔ عقائد:(Beliefs)

عقائد میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتابوں پر ایمان لانا شامل ہے۔

(i) ایمان:(Faith)

عقائد کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں۔

(ii) عقیدہ توحید:(Belief in Oneness of Allah)

عقیدہ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ وہ واحد اور یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ سورۃ البقرہ، آیت 20) یعنی کوئی شے اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 30)

اس کے مطابق انسان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نائب کی ہے لہٰذا مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے اور انسان کے نائب ہونے کے عقیدے سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی طاقت کی حد تک عمل پر قادر ہے لیکن اصل قدرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اپنی طاقت کے مطابق عمل کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

(iii) عقیدۂ رسالت:(Belief in Prophethood)

عقیدۂ رسالت کا مطلب تمام رسولوں پر ایمان لانا، دائرہ اسلام میں آنے کے لیے لازم ہے کہ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک وشبہ نہ کیا جائے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خاتم النبیین ﷺ کو سرچشمہ ہدایت ماننا اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

2۔ عبادات و ارکانِ اسلام:(Worship s and Pillars of Islam)

(i) توحید و رسالت:(Tawhid and Risalat)

توحید و رسالت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ وہ واحد اور یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک وشبہ نہ کیا جائے۔ رسالت پر ایمان سے مراد تمام رسولوں پر ایمان لانا۔

(ii) نماز:(Prayer)

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر نماز کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ نماز کو مقررہ اوقات کے مطابق ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا۝

ترجمہ: ''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔'' (سورۃ النساء، آیت نمبر: 103)

دراصل نماز قائم کرنا، دینِ اسلام کو قائم کرنے کا وہ نمونہ ہے جس کا مظاہرہ ہر روز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایسا ہی نظام پورے معاشرے میں قائم ہونا چاہیے۔

(iii)زکوٰۃ: (Zakat)

اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور اسلام کے معاشی نظام کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہونے کے بجائے گردش میں رہتی ہے اور معاشرے کے غریب طبقے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: خُذ مِن اَموَالِھِم صَدَقَۃً۔ (سورۃ التوبہ،103) ترجمہ ''ان کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کرو''۔

(iv)روزہ: (Fasting)

اسلام کا چوتھا رکن روزہ ہے۔ تمام عبادات کی طرح روزہ بھی فرض کا بہترین اظہار ہے اور بندے اور اللہ میں قربت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ حاصل کر سکو''۔ (سورہ البقرۃ،183)

(v) حج: (Pilgrimage)

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ حج کے موقع پر اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک کی پکار مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی ایسی مثال ہے جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت: (Sovereignty of Allah)

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے مراد یہ ہے کہ تمام کائنات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکم وقت اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ قوانین کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لیے اپنا کردار ادا نبھاتا ہے۔ اس کائنات میں حاکمیت ایک اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کی ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حاکمیت کا دعویدار بنے۔ حکومت الٰہیہ میں اللہ کی حاکمیت اور اس کے نازل کردہ احکام و قوانین کی فوقیت کو من و عن تسلیم کیا جاتا ہے اور انھی احکامات کے مطابق اسلامی قوانین وضع کیے جاتے ہیں۔

4۔ قانون کی حکمرانی: (Rule of Law)

قانون کی حکمرانی اسلام کے نظام کی اہم خوبی ہے۔ اس کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ قانون کا اصل سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن اور اسوۂ رسول خَاتَم النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم قانون کی بنیاد ہیں۔ بادشاہ اور غلام بھی اس قانون کے سامنے برابر ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کے نظام میں جمہوریت کی روح موجود ہے۔ حکمرانوں کو باہمی مشورے کے ذریعے فیصلوں کا پابند کر کے جمہوریت کی مہر لگا دی گئی ہے، شرط یہ ہے کہ تمام فیصلے قرآن و سنت کی روشنی میں ہوں۔

5۔ اخوت و مساوات: (Brotherhood and Equality)

اسلامی معاشرہ میں اخوت و مساوات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

(i) اسلامی حکومت کی بنیاد:(Foundation of Islamic Government)

مدینہ منورہ میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو اس میں اخوت اور مساوات مثالی تھی۔ آج بھی اسلامی معاشرہ اسی اخوت بھائی چارے اور مساوات کا تقاضا کرتا ہے جو" مواخاتِ مدینہ" میں نظر آئی تھی۔ اسلام سے پہلے اس اصول کی شدید کمی تھی اور لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے۔

(ii) حقوق العباد:(Rights of People)

مدینہ کی ریاست کے وجود سے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے حقوق العباد پر عمل کرتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں پر شفقت کرنے کی تلقین کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے لوگوں کو زندگی بسر کرنے کا ضابطہ دیا تا کہ لوگ آپس میں محبت سے رہ سکیں اور معاشرے میں بھائی چارے اور مساوات کی فضا قائم ہو۔

(iii) زکوٰۃ اور خیرات کے نظام کا نفاذ (Implementation of Zakat and Charity System)

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے زکوٰۃ اور خیرات کے نظام کو وضع کیا اور سود کو حرام قرار دیا کیوں کہ اسلام میں دوسروں کے استحصال (لُوٹ کھسوٹ) کی کوئی گنجائش نہیں۔

(iv) خیانت اور غیبت سے اجتناب:(Avoidance of Betrayal and Backbiting)

اخوت اس بات کا درس دیتی ہے کہ آپس میں برادرانہ تعلقات قائم ہونے چاہییں تا کہ کسی کے حقوق چھینے نہ جا سکیں اور نہ ہی کوئی ظلم کرے۔ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان، دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اس کے ساتھ خیانت نہ کرے اور نہ اس سے جھوٹ بولے۔ (سنن الترمذی، حدیث 1927)۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اتفاق سے رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

(الف) حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کا ارشاد:(Saying of Prophet Muhammad (PBUH))

حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے اس حقیقت کو اپنے آخری خطبہ میں یوں بیان فرمایا:

"اے لوگو! بے شک تمھارا رب بھی ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے"

(مسند احمد، حدیث نمبر:4568)

(ب) قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:(Command of the Holy Quran)

اللہ تعالیٰ نے مساوات نسلِ انسانی کا درس دیتے ہوئے سورۃ الحجرات میں یوں ارشاد فرمایا ہے: ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر:13)

6۔ عدل وانصاف:(Justice and Fairness)

عدل وانصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا لہٰذا عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرہ میں ہر کسی کو اس کا حق ملے۔ جہاں انصاف پر مبنی معاشرہ ہوگا وہاں معاشرے کی دوسری خرابیاں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی کیوں کہ اس طرح کوئی کسی کا حق غصب نہیں کر

سکے گا۔سزا کے خوف سے کوئی بے ایمانی یا ناانصافی کا مرتکب نہ ہوگا۔

(i) طلوع اسلام سے پہلے عدل وانصاف کا معیار: (Standard of Justice before the Advent of Islam)

طلوع اسلام سے پہلے اس قسم کی بے ایمانی کہ طاقتور کو سزا نہ دینا جب کہ کمزور کو سزا دینا عام تھا لیکن اسلام کے بعد عدل وانصاف کا بول بالا ہوا۔معاشرہ میں عدل وانصاف کی فضا قائم ہوئی اور مسلمان معاشرے میں انصاف ایک اہم ضرورت بن گیا۔

(ii) حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کا فرمان/ نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ بطور منصف: (Prophet Muhammad (PBUH) as a Judge)

حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ کا فرمان ہے کہ جو قوم عدل وانصاف کو ترک کر دیتی ہے تباہی اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے عدل وانصاف کی بہت سی مثالیں چھوڑی ہیں جو دنیا کے لیے نمونہ ہیں۔ایک دفعہ قبیلہ بنو مخزوم کی عورت نے چوری کی اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ سے سفارش کی گئی تو:

(الف) آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے ارشاد فرمایا: (Saying of Prophet Muhammad (PBUH))

''تم سے پہلے قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی اور اگر کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تو اس پر حد لاگو کر دی جاتی تھی۔خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ) بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔

(صحیح البخاری، کتاب، حد اور سزاؤں کے بیان میں، حدیث نمبر: 6787)

عدل وانصاف کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں کیوں کہ کسی بھی معاشرہ میں قانون کی بالادستی سے دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے۔

7۔ جمہوریت: (Democracy)

جمہوریت بھی نظریہ پاکستان کا ایک اہم عنصر ہے۔اسلامی ریاست میں جمہوریت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔جمہوریت کا مطلب ہے عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے۔اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد مشاورت ہے۔حکومتی نظام سب لوگوں کی بھلائی کو پیش نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔افراد میں رنگ، نسل، ذات پات یا زبان کی بنیاد پر تمیز نہیں کی جاتی۔

8۔ اقلیتوں کے مساوی حقوق: (Equal Rights for Minorities)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی نہیں بلکہ اسلامی فلاحی ریاست ہوگی۔ یہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر کا درجہ ملے گا۔وہ آزاد اور خوشگوار فضا میں سانس لے سکیں گے اور انھیں برابر کے حقوق حاصل ہوں گے۔

11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آپ نے اسلامی ریاست کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ عبادت کے لیے اپنی مخصوص عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔آپ کا تعلق چاہے کسی بھی عقیدے سے ہو، ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔پاکستان کے تمام شہری مساوی ہیں اور انھیں مساوی حقوق حاصل ہوں گے''۔

حاصلِ کلام: (Conclusion)

مندرجہ بالا عناصر پر عمل کر کے ہی ہم اپنے معاشرے کو ایک پُرسکون اور کامیاب معاشرہ بنا سکتے ہیں اور ایسا معاشرہ ہی دراصل ایک فلاحی اور خوشحال ریاست کی ضمانت ہے۔نظریہ پاکستان کے بنیادی اجزا کے تجزیے کے تناظر میں لازم ہے کہ پاکستان ایک ایسی مملکت بنے

جہاں عدل وانصاف کا بول بالا ہو، جمہوریت، مساوات، اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم ہو سکے۔

سوال نمبر4۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کا احاطہ کریں۔

10101067

جواب: نظریہ پاکستان کو قائداعظم محمد علی جناحؒ، علامہ اقبالؒ کے فرمودات کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات میں بیان کیا گیا ہے:

1۔ قائداعظمؒ اور دوقومی نظریہ:(Quaid-e-Azam and the Two-Nation Theory)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ دوقومی نظریہ کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں فرمایا: ''قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں''۔

(i) قرارداد لاہور میں خطبہ صدارت:(Presidential Address at the Lahore Resolution)

قرارداد لاہور 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

''ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیوں کہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا۔''

(ii) احمد آباد میں خطاب:(Address at Ahmedabad)

29 دسمبر 1940ء کو احمد آباد میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''پاکستان صدیوں سے موجود رہا ہے، شمال مغرب مسلمانوں کا وطن رہا ہے، ان علاقوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں قائم ہونی چاہییں تاکہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔''

(iii) حکومت پاکستان کے افسران سے خطاب (Address to the Civil Servants of Pakistan)

11 اکتوبر 1947ء کو حکومت پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب وتمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصولوں کو ابھارنے کا موقع ملے۔''

(iv) ڈھاکہ میں خطاب:(Address at Dhaka)

پاکستان بننے کے بعد 1948ء میں ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہمیں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اقلیتوں کو مکمل تحفظ دینے اور برابری کے حقوق دینے کا اعلان کیا، یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔''

(v) سٹیٹ بینک کی افتتاحی تقریب سے خطاب:(Address at the Inauguration of the State Bank of Pakistan)

یکم جولائی 1948ء کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لیے نا قابل حل مسائل پیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصور مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔''

2۔ علامہ محمد اقبالؒ اور دو قومی نظریہ: (Allama Muhammad Iqbaland the Two-Nation Theory)

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے ان مسلم رہنماؤں میں سے ایک ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دیا اور اپنی شاعری کے ذریعے ان کو بیدار کیا۔ پہلے پہل آپ بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں میں سے تھے لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری نے جلد ہی علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ الگ ملک کا مطالبہ کریں۔

(i) خطبہ الٰہ آباد: (Allahabad Address)

''آپؒ نے 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد کے ذریعے مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کا مطالبہ کیا تاکہ مسلمان اس میں رہ کر اپنے مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کا بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظّم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔''

(ii) مسلم ملت کا تصور: (Concept of the Muslim Ummah)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مسلمان اسلام کی وجہ سے ایک ملت ہیں اور ان کی قوت کا دار و مدار بھی اسلام ہے۔ آپ نے مسلم امہ کو ایک زندہ و جاوید قوت تسلیم کیا اور اسے مغربی تہذیب و تمدن سے الگ شناخت برقرار رکھنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار — قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

حاصل کلام: (Conclusion)

برصغیر میں چوں کہ دو الگ الگ قومیں آباد تھیں اس لیے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو ایک بڑی اور الگ قوم کی حیثیت سے اجاگر کرنا چاہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے الگ ریاست ہو۔ دوسری طرف قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ انسانیت کا درد رکھنے والے ایک سچے مسلمان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی مسلمانوں کی آزادی اور خوشیوں کے حصول کے لیے وقف کر دی ہمیشہ نظریہ اسلام کو بنیاد بنا کر پاکستان کی وضاحت کی اور انگریزوں اور ہندوؤں کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بناتے ہوئے مسلمانوں کے لیے ایک الگ اور خود مختار وطن حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے اور بانی پاکستان کہلائے۔

سوال نمبر 5۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی محرومیوں کا تجزیہ کریں۔ 10101068

جواب: ہندوستان میں مغل حکومت کے زوال اور برطانوی راج کے عروج کے بعد ہندو انگریز گٹھ جوڑ کے نتیجے میں مسلمانوں پر سخت کڑا وقت آیا۔ مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبے میں پس ماندگی کا سامنا تھا۔ انگریزی حکومت کے سائے میں تمام ترقیاتی منصوبوں کا رخ ہندو علاقوں اور قوم کی طرف ہوگیا جس کے نتیجے میں مسلمان بے شمار معاشی اور سماجی مسائل کا شکار ہوئے۔ ذیل میں چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے:

1۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام:(Establishment of the East India Company)

انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی 1600ء میں قائم کی۔ کمپنی ہندوستان میں ایسی معاشی پالیسیاں بناتی تھی جس کا زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ خود انگریزوں کو ہوتا تھا۔

2۔ مسلمانوں میں احساس محرومی:(Sense of Deprivation among Muslims)

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو برطانوی پالیسیوں کی وجہ سے اہم سماجی اور معاشی محرومیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو اس جنگ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں احساس محرومی پیدا ہوا۔

3۔ معاشرتی پابندیاں:(Social Restrictions)

انگریزوں نے مسلمانوں کی تعلیم، ملازمت اور مذہبی رسومات پر پابندیاں لگا دیں، جس سے وہ پسماندہ ہوتے چلے گئے۔ فارسی زبان کو ختم کر کے انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان کے طور پر فروغ دیا گیا۔

4۔ عہدوں سے محرومی:(Deprivation from Official Posts)

مسلمانوں کے مذہبی اداروں کو بھی نشانہ بنایا گیا جس سے ان میں ثقافتی اور مذہبی پسماندگی کا احساس پیدا ہوا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو ان تمام عہدوں سے ہٹا دیا جو ان کے آباؤ اجداد کے دور سے ان کے پاس چلے آرہے تھے۔ مسلمانوں کو نئے عہدوں سے بھی محروم رکھا گیا۔ اس طرح برطانوی حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے مسلمانوں میں غربت اور بدحالی نے جنم لیا۔

5۔ بھاری ٹیکسوں کا نفاذ:(Imposition of Heavy Taxes)

انگریزوں نے اپنی صنعت و تجارت کے تحفظ کے لیے ہندوستان کے عوام پر بھاری ٹیکس لگائے جس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے۔

6۔ زمینوں سے بے دخلی:(Eviction from Lands)

انگریزوں کی طرف سے زراعت پر نئے ٹیکس لگنے کی وجہ سے مقامی زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی زمینیں چھین کر دوسری اقوام کو دے دیں اس طرح مسلمان کاشت کاری سے محروم ہو گئے۔

7۔ سرکاری ملازمتوں سے محرومی:(Exclusion from Government Jobs)

مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے نکال دیا اور ان پر آئندہ کے لیے سرکاری ملازمت کا حصول مشکل بنا دیا گیا۔ ان کو پہلے سے فائز اعلیٰ عہدوں سے ہٹا کر ان کی جگہ ہندوؤں کو بھرتی کر دیا گیا۔

8۔ تجارتی مال کی نقل و حمل پر ٹیکس:(Tax on Transportation of Trade Goods)

انگریزوں نے تجارتی مال کی نقل و حمل پر جگہ جگہ محصول (ٹیکس) لگا دیے جس سے مال کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی جو خریداروں کی قوتِ خرید سے کہیں زیادہ تھی۔ اس سے تجارت بہت متاثر ہوئی۔ دوسری اقوام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی بہت نقصان اٹھانے پڑے۔

حاصلِ کلام:(Conclusion)

ہندوستان میں انگریزوں اور ہندوؤں کی سازش سے مسلمان معاشی محرومی کا شکار ہو گئے اور ان کے دلوں میں انگریزوں کے لیے بالعموم اور ہندوؤں کے لیے بالخصوص شدید نفرت پیدا ہو گئی جس کا اختتام قیامِ پاکستان کی صورت میں ہوا۔